مشن

مشترکہ حکمتِ عملی پر بائبل سوسائٹیوں کا اتفاقِ رائے

سترہ بائبل سوسائٹیوں نے جو بین الاقوامی سطح پر کام کر رہی ہیں، یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ فورم برائے بائبل ایجنسیز (Forum of Bible Agencies) کے طور پر باقاعدگی سے باہم ملیں گی اور بائبل کے ترجمے اور تقسیم کے بارے میں ایک مشترکہ پالیسی اپنائیں گی۔ یونائٹڈ بائبل سوسائٹیز کے صدر دفتر ریڈنگ (انگلستان) میں وسط اپریل میں منعقدہ اجلاس میں اتفاق کیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مقابلے سے اجتناب کیا جائے گا۔ شرکاء نے اس اجلاس میں ایسی زبانوں کی ترجیحی فہرست تیار کی ہے جو تقریباً پانچ لاکھ افراد بولتے ہیں مگر ان زبانوں میں بائبل کا کوئی "موزوں" ترجمہ فی الحال موجود نہیں۔ کوشش کی جائے گی کہ ۱۹۹۶ء کے اختتام تک ان میں سے ہر ایک زبان میں بائبل کے کم ازکم جزوی ترجمے تیار کر لیے جائیں۔ مختلف سوسائٹیوں کے نمائندوں نے ایتھوپیا میں بائبل کی تقسیم کے سلسلے میں مشترکہ حکمتِ عملی پر تبادلہ خیال کیا جو آئندہ مزید تعاون کے لیے نمونے کے طور پر کام آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بھی زیر بحث رہا ہے کہ بائبل کے ترجمہ کا جائزہ لینے والوں کے لیے قابلیت کا کم ازکم معیار متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ (رپورٹ: اکیومینکل سروس)

مسلمانوں کے لیے مشن

شمالی امریکہ میں مسلم کمیونٹی سے ربط "نہ صرف ضروری ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ زیادہ قابلِ عمل ہوتا جارہا ہے۔"

شمالی امریکہ کے "مشن ایجنسیز نیٹ ورک" کی دوسری کانفرنس (منعقدہ ۲۸-۳۱ مئی) میں شمالی امریکہ اور کینیڈا میں رہائش پذیر تقریباً ساٹھ لاکھ مسلمان غور و فکر کا موضوع بنے رہے۔ کانفرنس کا اہتمام شمالی امریکہ کے مشن ایجنسیز نیٹ ورک پروجیکٹ ڈیٹرائٹ (مشی گن) نے کیا تھا جو ۱۹۹۰ء میں بعض مشنری اداروں کے نمائندوں کی باہمی رضامندی سے بطور ایڈہاک کمیٹی وجود میں آیا تھا۔ اس میں

افریقہ ان لینڈ مشن، وہیٹن کالج کا "دی بلی گراہم سنٹر"، کیمپس کروسیڈ فار کرائسٹ، کرسچن لٹریچر کروسیڈ، انٹر نیشنل مشن اور سوڈان انٹریر مشن شامل ہیں۔ کانفرنس کا بنیادی موضوع "شمالی امریکہ میں مسلم منسٹری کا عملی نفاذ" تھا۔ کانفرنس کے تمام شرکاء، جن میں کانفرنس کے منتظم اور مشن ایجنسیز نیٹ ورک پروجیکٹ کے بانی آرچی ہینسلے بھی شامل ہیں، اس امر پر متفق ہیں کہ مسلمانوں سے ربط استوار کرنے میں شمالی امریکہ کا چرچ کلیدی کردار کا حامل ہے۔ ہینسلے نے کہا کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، انگریزی جاننے والے تارکینِ وطن کی بڑی تعداد میں آمد نے نہ صرف اس بات کو ضروری بنا دیا ہے کہ چرچ اُن سے رابطہ استوار کرے بلکہ یہ زیادہ قابلِ عمل بھی ہوتا جارہا ہے۔

ہینسلے جو افریقہ ان لینڈ کے ساتھ کینیا میں تبشیری خدمات انجام دے چکے ہیں، انہوں نے واضح کیا کہ "۱۹۸۰ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ڈیٹرائٹ میں آباد مشرقِ وسطیٰ کے لوگوں میں سے ٦٢ فیصد نے بتایا کہ وہ صرف اور صرف انگریزی زبان بولتے ہیں۔ مقامی چرچ کی منسٹری کو اس صورت حال میں کیا اقدامات کرنے چاہییں؟ واضح ہے کہ اب مقامی چرچ کو میدان میں آنے کی ضرورت ہے۔"

گزشتہ دو برسوں میں شمالی امریکہ کے "مشن ایجنسیز نیٹ ورک" نے ڈیٹرائٹ میں آباد اندازاً اڑھائی لاکھ افراد پر مشتمل عرب کمیونٹی کے بارے میں جاننے اور رسائی حاصل کرنے کے لیے مختلف مقامی چرچوں سے تعلق رکھنے والے ۲۵۰ سے زائد مسیحیوں کو تربیّت دی ہے۔ ہینسلے نے بتایا کہ "مشن ایجنسیز نیٹ ورک" پروجیکٹ کے پروگرام میں یہ شامل ہے کہ دس چرچوں کو اس قدر مدد دی جائے کہ وہ علاقے میں اپنے پاؤں پر کھڑی دس منسٹریاں قائم کرلیں۔ ان منسٹریوں کے پیشِ نظر مستقبل میں دس شہروں میں کام کرنا ہو اور ہر شہر میں دس چرچوں کا ایک نیٹ ورک ہو اور یہ سب کچھ آئندہ دس برسوں میں مکمل ہو جائے۔

اُنہوں نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "میری معلومات کے مطابق کوئی ایسی ایجنسی نہیں جس کے پاس کافی تعداد میں مشنری موجود ہوں اور جو شمالی امریکہ میں کام کرنے کے لیے حمایت حاصل کر سکیں۔ امریکہ میں مالی وسائل کی فراہمی اور کام آسان نہیں۔"

رچرڈ بیلی شمالی امریکہ میں "انٹر نیشنل مشنز" کی تنظیم کے چیئر مین ہیں اور گزشتہ تیرہ برس سے نیویارک شہر میں مسلمانوں کے اندر تبشیری کام کرنے میں مصروف ہیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ شمالی امریکہ میں مسلمانوں کی اکثریت ترکِ وطن کرکے آنے والوں کی پہلی نسل پر مشتمل ہے جن تک آسانی سے رسائی نہیں ہو سکتی۔ وہ انگریزی زبان معمولی طور پر سمجھتے ہیں اور امریکی کلچر کی خوبیوں سے آگاہ نہیں۔ اس طرح بظاہر وہ قابل رسائی ہونے کے باوجود ہم سے بہت دور ہیں۔

رچرڈ بیلی چرچ کی یک جہتی کے موضوع پر ایک ورکشاپ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا "مسلمان کئی ایک تبشیری چرچوں کے بہت قریب رہائش پذیر ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن پر مسیحی پروگرام سن سکتے ہیں اور دینی یا عام کتابوں کی دکانوں سے بائبل خرید سکتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ ہم سے بہت دور ہیں۔" شمالی امریکہ میں مسلمانوں کی اکثریت کے درمیان چرچ کا ابتدائی کام، اُن کے ہم نسل مسیحیوں یا اُن مشنریوں کے ذریعے ہو سکتا ہے جنہیں مختلف "ثقافتوں کا تجربہ ہے اور یہ لوگ مسلمانوں کے کلچر اور زبان سیکھنے میں کوشاں ہیں۔"

اس موضوع پر لبنانی مسیحی جناب جارجس حُسنی نے ایک مختلف زاویے سے اظہار خیال کیا۔ جناب جارجس حُسنی کولوریڈو میں برسر عمل تبلیغی تنظیم Horizon Multicultural Communications کے سربراہ ہیں۔ یہ تنظیم اُن لوگوں میں تبشیری کام کر رہی ہے جو متنوع ثقافتوں کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اور متنوع ثقافتوں کے حامل لوگوں کو ہی بطور مبشّر تیار کرتی ہے۔ "اسلام سے مسیحیت میں آنے والوں کی دینی تربیّت" کے موضوع پر ایک ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے جناب حسنی نے کہا کہ چرچ سے وابستہ لوگوں کو باہم مختلف ثقافتوں کے مسائل سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہیں۔ آج مسیحی دُنیا کے مشنری حلقوں میں یہ از حد حسّاس موضوع ہے۔ زیادہ تر لوگ اس امر کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں کہ جن نو مسیحی لوگوں میں تبشیری کام ہو رہا ہے ہمیں ان کی ثقافت میں ڈھلنا چاہیے — بہت کم لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنی ثقافت سے تمام رشتے توڑنے کے لیے تیار ہو جائیں۔"

جناب حسنی نے چرچوں کو اس حوالے سے تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ وہ نو مسیحیوں کو عملی تعاون فراہم کرنے میں اکثر ناکام رہے ہیں اور اسلام سے حلقۂ مسیحیت میں آنے والے لوگوں کے لیے ان میں اپنائیت کا جذبہ نہیں جب کہ یہ نو مسیحی اپنے سماجی اداروں سے کاملاً الگ ہو چکے ہوتے ہیں۔ "چرچ ان لوگوں کو اپنے جسم کا حصّہ بنانے میں ناکام رہا ہے۔ مسلمانوں سے مسیحی بننے والے کئی لوگوں کو میں نے خود دیکھا ہے کہ مسیحی کمیونٹی نے انہیں اپنا نہیں سمجھا بلکہ مسترد کر دیا ہے۔"

تاہم ہینسلے پُر امید ہیں کہ چرچ اس فریضہ سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اُن کے الفاظ میں "مجھے یقین ہے کہ چرچ سے حقیقتاً استفادہ نہیں کیا گیا۔ شمالی امریکہ میں ساٹھ لاکھ مسلمانوں کو یسوع مسیح کی جانب دعوت دینے میں چرچ ایک بڑی قوّت ہے جس سے استفادہ ہونا چاہیے۔" [رپورٹ "پلس (Pulse)" بحوالہ، ماہنامہ "فوکس" لیسٹر، جولائی ۱۹۹۲ء]

• •